(غلام گردش)

طاقت کا کھیل

ہمارے ملک میں طاقت اور اقتدار کا کھیل دو مختلف عناصر ہیں۔ بظاہر ایک جیسے مگر جوہری طور پر اذیت ناک حد تک ایک دوسرے کی ضد! کبھی کبھی ان میں یکسانیت پیدا کردی جاتی ہے۔اسکا مقصد بھی کسی خصوصی شخص یا سیاسی جماعت کو فائدہ یا نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ ہمارے اکثر اہل علم و قلم اور سنجیدہ لوگ اس تفریق کو ملحوظ خاطر نظر نہیں رکھتے۔ دونوں کھیلوں کے میدان میں کھلاڑی، تماشائی اور ٹیم کے انچارج بدلتے رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ انتہائی منظّم اور سنجیدہ طریقے سے کیا جاتا ہے۔اسکی واحد وجہ یہ کہ عام لوگ ہر حکومت کو قانونی طریقے سے وجود میں آئی ہوئی حکومت گردانیں اور اس پر کوئی سوال اٹھانے کی نوبت نہ آئے؟

اس وقت پاکستان میں یہ دونوں کھیل دانائی سے بالکل عاری طریقے سے کھیلے جا رہے ہیں۔ متانت اور احتیاط تو بڑے دور کی بات، سب کچھ انتہائی عجلت میں کیا جا رہا ہے۔ واقعی انسان خسارے میں ہے۔ چھوٹی چھوٹی ذاتی مہم جوئی۔ اگر آپ عقل کی گوند کے ذریعے ہر واقعہ کو جوڑ کر دیکھیں تو تمام معاملہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ ایک اور حقیقت بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ اس خوفناک کھیل میں کسی قسم کا کوئی اصول روا نہیں رکھا جاتا۔ اس معاملہ میں کسی کے ذہن میں کوئی مغالطہ نہیں رہنا چاہیے۔

سیاسی تاریخ میں محض تلخیاں اور سوالیہ نشان ہیں۔ ہاں ایک عجیب سی تشنگی بھی! جس پاکستان میں آج ہم بلند و بانگ جذباتیت کے جھنڈے اٹھائے ہوئے اپنے آپکو بہت قد آور ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسکا وجود کیسے قائم رہا؟ مطالعہ اور تجزیہ کیجئے تو اصل بات بہت تلخ ہے۔ 1970 میں اندرا گاندھی مشرقی پاکستان حاصل کرنے کے بعد مغربی پاکستان پر یقینی یلغار کا حکم دے چکی تھی۔ اسکا نتیجہ کیا ہو سکتا تھا، اسکا تصور کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ اس وقت کے امریکی صدر نے ہندوستان کی وزیر اعظم کو اس مہم جوئی سے انتہائی سختی سے روکا تھا۔ اگر امریکی صدر بروقت اس طرح کا مضبوط پیغام نہ دیتا تو صورتحال انتہائی مختلف ہوتی۔ ہم اس سچ کو تسلیم کرنے کی بجائے اسکا ذکر کرنا بھی توہین سمجھتے ہیں۔ میری بات نہ مانیے۔ امریکہ کے خفیہ اداروں کے چند برسوں کے شائع شدہ کاغذات کو پڑھ لیجئے۔ آپ کو اندازہ ہو جائیگا اور رائے قائم کرنے میں قدرے آسانی ہو جائیگی۔ مگر اکثر لوگ اس سنجیدگی سے محروم ہیں یا بتدریج کر دیے گئے ہیں، کہ سچ سن سکیں یا برداشت کر سکیں!

عملی سیاست کو دیکھیے۔ نوے کی مکمل دہائی میں اقتدار ایک فریق کے پاس تھا مگر طاقت دوسرے فریق کی مٹھی میں تھی۔ طاقت کے کھلاڑی جب چاہتے تھے، اپنی ذاتی مرضی کے مطابق بساط کو تبدیل کر دیتے تھے۔ کوئی اُف بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ درون خانہ سب کو سب کچھ معلوم تھا۔ یہ سلسلہ پاکستان بننے کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا۔ بدقسمتی سے یہ آج بھی جاری ہے۔

غور کیجئے، کہ سیاستدانوں کی اکثریت کو ہر طریقے سے نااہل اور کرپٹ ثابت کیا جاتا ہے۔ درست ہے کہ ان میں سے اکثریت مالی اور اخلاقی طور پر اس اہلیت کی حامل نہیں جو اسکا اصل خاصہ ہونا چاہیے۔ مگر یہ سب کچھ اس طرح کیا یا کروایا جاتا ہے کہ سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتی ہے۔ سیاستدان بار بار اپنی غلطیوں کو دہراتے ہیں۔ وہ یہ جواز بذات خود مہیا کر دیتے ہیں کہ انکے متعلق

جو منفی تاثر پھیلایا جارہا ہے، وہ اس پر پورے اتریں۔کوئی بھی ٹھنڈے دل سے نہیں سوچتا کہ صورتحال کے گرداب سے کیسے نکلا جائے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پوری قوم کا ایک خاص مصنوعی مزاج مرتب ہوجاتا ہے۔افواہوں اور جھوٹی سچی خبروں سے نتائج نکالنے کی کوشش کرتے ہیں جو اکثر غلط ہوتے ہیں۔

زرداری صاحب کے پانچ سالوں کو پرکھیے۔وہ ایک خصوصی Arrangement کے تحت حکومت میں آئے تھے۔اس منصوبہ بندی میں شخصی اور بین الاقوامی ضمانتیں موجود تھیں۔طاقتور حلقوں نے انکو یقین دلایا تھا کہ انکی حکومت کو کسی قسم کا کوئی مسئلہ درپیش نہیں آئیگا۔لہذا وہ آرام اور سکون سے بیٹھ کر حکومت کے مزے لوٹ سکتے ہیں۔انکو پانچ سال صرف اسلیے پورے کرنے دیے گئے کہ انکی سیاسی جماعت کو اس ابتری تک پہنچا دیا جائے کہ سندھ کے چند دیہی حلقوں تک محدود ہوجائے۔صدر زرداری اور انکے قریبی رفقاء اپنے نقصان سے بے خبر اس جانب چل پڑے جس میں وہ حکومت کا اخلاقی جواز کھو بیٹھے۔صرف انگلی کے ایک اشارے سے پاکستان کے وزیر اعظم کو گھر بھیج دیا گیا۔پتا تک نہیں ہلا۔کیوں؟ صرف اسلیے کہ طاقت کے میدان میں وہ ضعیف ہو چکے تھے۔میں قصداً کرپشن پر بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ موضوع ہر طرف زبان زد عام کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔اس میں حقیقت بھی ہے اور چند فیصد فسانہ بھی۔

آج کی موجودہ صورتحال بہت زیادہ پیچیدہ ہے۔اسلیے کہ کوئی بھی فریق اس حیثیت میں نہیں کہ مکمل طور پر بساط کو لپیٹ سکے یا تبدیل کر سکے۔میں لفظ حیثیت استعمال کر رہا ہوں، طاقت نہیں۔یہ غلط فہمی بھی دور ہونی چاہیے کہ مقتدر طبقے اگر حکومت سنبھالنے کا فیصلہ کر لیں تو کوئی بھی آئینی ادارہ انکی راہ میں رکاوٹ پیدا کر سکتا ہے۔یہ محض ایک مفروضہ ہے۔وقت آنے پر ہر ادارہ وہی کرتا ہے جو حکم دیا جاتا ہے۔

دو اہم بین الاقوامی تبدیلیاں ایسی ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔تجزیہ اپنا اپنا! پہلے تو سعودی عرب کے شاہی خاندان کی باہمی رنجش اور بادشاہ کی تبدیلی کا مسلمہ خاندانی اصول کا ٹوٹنا ہے۔اس وقت سعودی عرب میں وہ سیاسی استحکام نہیں جو بظاہر نظر آتا ہے۔اسکا ہمارے حالات سے براہِ راست تعلق ہے۔کیونکہ ایک سطح پر ہمارے سیاسی نظام میں انکی ضمانت شامل ہے۔اس وقت سعودی عرب، پاکستان کے دفاعی اداروں سے براہِ راست رابطہ میں ہے۔ان دونوں کے درمیان اعتماد کا بھرپور رشتہ موجود ہے۔دوسرا اہم نکتہ ترکی میں محترم طیب اردگان کی الیکشن میں جزوی شکست ہے۔اس شکست کی وجوہات داخلی نظر آتی ہیں مگر خارجی عوامل کو مکمل طور پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ترکی کی سیاسی قیادت بھی ہمارے کئی معاملات میں براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔وہ اس میں کسی طرح کی لگی لپٹی بات ملحوظِ خاطر نہیں لاتے۔آپ ان دونوں تبدیلیوں کو آپس میں جوڑ کر دیکھیے تو آپکو ہمارے سیاسی نظام کی موجودہ کمزوری کی وجوہات معلوم کرنے میں آسانی ہوجائیگی۔

کراچی کے موجودہ حالات سے آپ بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں۔یہ درست ہے کہ سکاٹ لینڈ یارڈ ایک غیر جانبدار اور آزاد ادارہ ہے۔مگر وہ بھی برطانیہ کے خفیہ اداروں کی دسترس سے باہر نہیں ہے۔لازم ہے، کہ اس سطح پر جو کیا جاتا ہے، وہ بتایا نہیں جاتا۔ایم کیو ایم کی پہاڑ جیسی غلطیاں ہیں۔دکھ کی بات یہ ہے کہ انکی سیاسی قیادت نے اپنے اوپر لگنے والے الزامات کی روشنی میں اپنی داخلی تصیح نہیں کی۔وہ

الزام کا جواب ایک اور الزام لگانے کی روش اختیار کر چکے ہیں۔دلیل سے بات کرنے کی استطاعت بظاہر کم ہو رہی ہے۔میرے لیے یہ ایک سوال ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے یا ایسا کیوں کرنے دیا جا رہا ہے! میں اکثر لوگوں کی طرح مکافات عمل کے کلیہ کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔طالبعلم کی دانست میں طاقت کے میدان کے کھلاڑی سیاسی جماعتوں کے چند عناصر پر فیصلہ کن برتری چاہتے ہیں۔اگر احتساب مقصود ہوتا،تو ہر ایک کو کرپشن کے حقائق اور اس سے مستفید ہونے والوں کا معلوم ہے۔ان پر ہاتھ نہ ڈالنا اس نظریہ کو تقویت دیتا ہے کہ اصل مقصد دباؤ بڑھانا ہے،شفاف اور بے لاگ احتساب نہیں!سندھ کی دوسری سیاسی جماعت بھی اس دباؤ کا شکار نظر آ رہی ہے مگر اس میں اسکی مالی بے ضابطگیوں کا دخل بہت زیادہ ہے۔وہ اس پوزیشن میں نہیں کہ کسی بھی طریقے سے اپنا دفاع کر سکے۔یہ بذات خود ایک المیہ ہے۔کہاں محترمہ بے نظیر بھٹو اور کہاں دوسری سفید کپڑوں میں ملبوس خاتون!وہ ٹی وی پر جتنا بولتی ہیں،اپنے اور اپنی پارٹی کیلیے اتنی ہی مشکلات میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں۔

مجھے ایسے لگتا ہے کہ ایک نئی سیاسی اور انتظامی صف بندی وجود میں آ رہی ہے۔اسکا اندازہ اس سچ سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ بقیہ صوبوں اور مرکز میں کرپشن کے عمل میں انتہائی تیزی آ چکی ہے۔کوئی ایک دن کیلیے بھی ایک دوسرے پر اعتبار کیلیے تیار نہیں۔یہ اس وقت ہوتا ہے جب مقتدر حلقہ بے یقینی کا شکار ہو جاتا ہے۔بے یقینی انتہائی سرعت سے بڑھ رہی ہے!طاقت کے میدان کے کھلاڑی بڑی مضبوطی سے اپنی جگہ بنا رہے ہیں بلکہ بنا چکے ہیں!بین الاقوامی ادارے پھر ہمارے پورے نظام میں عدم استحکام پیدا کر رہے ہیں!اقتدار پر براجمان لوگ اس وقت شدید دباؤ کا شکار ہیں!یہ دباؤ آنے والے وقت میں بڑھے گا!جیت کس کی ہوگی،اسکے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا؟یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سارے فریق ہار جائیں!یہ طاقت کا کھیل ہے،اس میں کچھ بھی ہوسکتا ہے!

راؤ منظر حیات

Dated:03-07-2015